رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳
REGISTERED NO. A 783



M.B. KHAN ARTIST DOGAWAR LUCKNOW

جلد ۹ نمبر ۱

مضامین غیبہ

جمعہ ۷ مارچ ۱۹۲۴ء

دیہاتی بطاقۃ التہنیۃ

رکھ لیں کونسل والے لاج — من گا پانچ آٹھ سوراج
بھارت کے راجہ بے تاج — چھوٹ گئے گاندھی مہاراج

کوؤ بارس لپ جھکا جھک — اوؤ جلالس پپ پھکا پھک
ہم بولن گزٹ ہیں جیب چکا چک — چھوٹ گئے گاندھی مہراج

کوٹھری سے صندوق منگاؤ — کپڑے پہن بندوق چلاؤ
ترہی پھونکو بوق بجاؤ — چھوٹ گئے گاندھی مہراج

دیکھے نرگس انکھیاں پھوڑ دو — پھول ہنسے تو کان مروڑ دو
آگ میں کانٹا ایک نہ چھوڑ دو — چھوٹ گئے گاندھی مہراج

گاندھی جی ہیں دو دل پاتر — ایک ندا ہیں جیتے باہر
دشمن بیری نچھپائیں باندر — چھوٹ گئے گاندھی مہراج

چرکھا کا تو سوت بناؤ — جم جتھا کمر گا مان چڑھاؤ
کھدر گھر گھر کا پہناؤ — چھوٹ گئے گاندھی مہراج

الخطاب بعد التہنیۃ

ہمری بات سنو گاندھی جی — جب سے تم نے جیل بسائی
سگری نگری گردش بدلی — ہوئے گئی بھارت سب بن ہوجی

بات ہمری کچھ تو ذرا سنے ہیں — کچھ اُن ماں سے دور کھڑے ہیں
کونسل ماں کچھ چھوٹ پڑے ہیں — کچھ دو نشا کل ماں پڑے ہیں

جب تک سگرے ایک نہ ہوئیں — اپنے اپنے کھت کا رو رو میں
چھوٹ اچھوت کا بیج نہ بوئیں — دشمن ون کے مان کے سوئیں

محبوب جی ہے دھا ایک دھنیا — تم ہی ہو دکھ درد ستیا
بیچ منجدھار پھنسی ہے نیا — تم ہی ہماری ہو کے پار لگیا

اا ا ا ا — ہو ہو ہو
چھوٹ گئے گاندھی مہراج

واقف — ہم

مخنث ردیف

پوچھا جو میں نے کیا تھی عمارت لب سڑک — کہنے لگے کچہری تھی نہ چوکی نہ تھانہ تھی
میں نے کہا کہ تھا کبھی دل بھی کبھی ہیں؟ — کہنے لگے وہ دوڑ کے دوہائی نہ تھانہ تھی

مجنوں مزاج بید تھا لیلے فریب خانہ — شاعر وکیل ڈونگ سے سارمی نہ تھانہ تھی
پوچھا انھوں نے حال دلِ تیر خوردہ کا — میں نے کہا کہ غلش کوئی آتی نہ تھی نہ تھی

ایران میں ہے مرد تو ہندوستاں میں زن — کچھ کہتے یار کو نہیں غلتی نہ تھا نہ تھی
اکتا وا میرا آگی دوستی سے پھنس گیا — بازار بھر کے لوگوں نے دیکھی تماشہ تھی
ہم بھی یہ گھر کی جھڑکی دانت کی ریل پیل — جب تک کہ وہ رقیب کا ساتھی نہ تھا نہ تھی

"ہم" الہ آباد

مجذوب کی بڑ

وہ آشیانہ جلاتے ہیں ہم نگاہ حسرت سے تک رہے ہیں
جلانے والے ستک رہے ہیں تھرک رہے ہیں اچک رہے ہیں
کیا ہے یورپ نے یہ ارادہ کہ نام اسلام کا مٹا دے
نفاق کی آگ بڑھ رہی ہے حسد کے شعلے لپک رہے ہیں
یہ ناک ہے آپ کی کہ ہینڈل کوئی گڑھیا میں ہے اوچکا
یہ کالی چھتری کی بیٹ رہی ہے کہ رخ پہ گیسو سرک رہے ہیں
کوئی حیا سوز واقعہ پھر پڑھوں گا اخبار میں میں شاید
یہ آج رہ رہ کے داغہائے دل و جگر کیوں تپک رہے ہیں
اڑی ہے اس غم سے نیند میری عدو کا بچہ ادھائی گود ہی؟
یہ سہک رہا ہے وہ دھود ہے ہیں یہ روتا ہے وہ تھپک رہے ہیں
بلا سے اُٹھی جو ہم غریبوں کی دال روٹی کا لطف جاتے
نمک پہ محصول کو بڑھا کے سنا ہے صاحب تھرک رہے ہیں

۱ یہ ترکیب [illegible] "بزرگ" ۲ لعنت دفتر رقیب
۳ غلش [illegible]
غالب سے یہ غلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا

گئیں جب کونسل میں بیگم صاحبہ کرے عجیب عجیب جلسے
بتانے مشتاق ان حسینوں کے رونے دنیا کو کس بتاتی ہیں
کو سکھوں نے سبھی وصف کی تلاوت کریں برابر
غم کے بول گرتے ہیں برس گئے ہیں کہ روک رہا ہے
خبر جو دی ہے کسی نے اکثر تو وہ اب کر چکے تھے
ستانے والوں کے آج ہم کیسے دور دور سے کر رہے ہیں
شکست کی جو طلب کریں گے کسی سے مزہ لے کی عادت
بناوٹی دوست میں جو آئے وہ آج ہی سے کس کا پتہ ہے
غضب کے بیدرد ہیں ستمگر دیں آنکھوں میں نہ مروت
یہاں تو زندگی پہ چاشنی کی لاش پہ چلے گنگ ...
نفاق کا بیج بو کے دشمن ذلیل ہو کے خفیف ہو گئے
ابھی تو نہیں بچا بچا کے ایک ایک ہیں گنگ ہے ...
مری تباہی کا نشہ کہ قصہ ادھر ہونے کی جو کیا تھی
چھپا کے آنسو وہ پی رہے ہیں وہ ناک پیر ہم پہ ...
قریب ہے دشمن سب روز اس سے گزر رہے ہیں ...
نہیں وہ لیتا ہے آگے ہی سے ہوائے ... جھگڑے ...
رقیب نے گر سنوایا تو دور سے غضب کے ستانا
ادھر میں ... ہوں ... کی ... نہیں ...

راقم
پادشاہ ...
م۔ ن۔ کسمنڈوی

زالِ دنیا کا انتقال

اور

اینجانب کی تاریخ گوئی

آہ! بڑا غضب ہوا۔ کاش ہمیں کی روح کا بعد دنیا سے یوں نکل گئی جیسے طائر کے اندر سے ہو۔ خدا بخشے بی نظیرن کو بہت پرانی گناہ گار تھیں چار سو بیس آتی سال اکھاڑے میں پہنچی تھیں کہ کرتب دکھائے جوانوں کو زور دلانے ڈیوڑھے اور دونے پہلوان کرنے کے ہنر سکھائے۔ دفعہ شعلہ اور سیخ انتخ لے منبلک



اندھا بانٹے ریوڑیاں ہر پھر اپنوں ہی کو دے

حقیقت کیا ہے انکی باتوں ہی سے انسان رشیہ خطمی ہو جاتا تھا۔ ایضاح فی اسرار النکاح اور لذت النساء کے نکات ذکی کہانی ہوئی باتیں تھیں۔ کلو کمیں فرخ آبادی انھیں کے دم قدم سے ہوس کاری کے اسٹیج پر دکھایا جاتا تھا۔ آج وہ پبلک عدم آبادی دیکھ رہی ہیں۔ ... ہے ... اگلے زمانہ ہوتے یا حقیقی فرزند تو قرآن خوانی یا ایصال ثواب کی فکر میں ہوتے مگر دل لگی باز شاعروں کو کسی کے مرنے سے بھی وہی دلچسپی ہے جو زندہ رہنے میں ہوتی۔ لیکن یہ شی بھی ایک قسم کی سر ڈھنکائی ہے صرف کافور اور سی کا فرق ہے۔ لہٰذا سہرا نہ سہی تاریخ وفات ہی سہی سن لیجیے

شاہ مرزا صاحب سے

زینت فلک بودہ بی نظیرن
اہلِ عالم بہوشیں صورت پری
چونکہ رحلت ہو ہیر بیدہ ہاتف
گفتہ ہیں جب ... شوق
۱۹۲۳ء

راقم
الف نجیب از ضلع فرخ آباد

بادی چور

رانی بکاولی کے باغ سے میاں تاج الملک نے گل بکاولی کا سرقہ اس دھوم دھام اہتمام انتظام سے نہ کیا ہوگا۔ جیسا کہ چند روز ہوئے یہاں کے ایک یک تاد سید ان زندی نے کیا۔ یعنی ایک جگہ سے ساز لیا دوسری جگہ سے گھوڑا تیسری جگہ سے ... تینوں جگہ سے ... چور صاحب اس طرح غائب ہو گئے جیسے میر حسن کی مثنوی والا شہزادہ۔ جب کہ پری نے پری زاد گھوڑا دے کے سونا پاس لیا تھا اور کہتی تھی سے

اسے سیر کرنے کو گھوڑا دیا
کہ اس بالزادی کو چوڑا دیا

یا الف لیلہ والے چوبی گھوڑے کا سوار جو کشمیر کے سیدان سے ... شہزادہ کو ساری دنیا کی آنکھوں میں خاک جھونک کے لے بھاگا تھا۔ اب پولیس والے ادھر ادھر ناپتے پھرتے ہیں مگر چور کی گرد نعل کو بھی نہیں پاتے۔ لوگ کہتے ہیں کہ جن لوگوں کا مال چوری گیا ہے وہ کسی پاپی مال سے خریدا گیا تھا چنانچہ ایک تاریخی حکایت ہے کہ کسی صاحب نے ایک رئیس کے اصطبل پر ڈاکہ ڈالا اور گھوڑی ... گھوڑی کو لے کے چل دیے جب گھر پہنچے تو جناب گھوڑی کو دیکھتے اور ... عرض کرتے تشریف لائے۔ اتفاق سے ایک دوست کے دل میں ...

کہنے لگا جی مرزا صاحب اگھوڑی کی صورت دیکھی تو کیا حکم ہو گھوڑی چال دیکھوں۔ مرزا صاحب نے فرمایا بسم اللہ حبیب مکرم نے اپنی نشستیں اور جریب مرزا صاحب کی نگرانی میں دیئے گھوڑی کی پیٹھ پر بیٹھ یہ جا وہ جا۔

بیچارے مرزا جی آنکھیں ملتے اس انتظار میں کھڑے رہ گئے کہ اب تشریف لاتے ہیں۔ مگر وہ کہاں آپ جانیے تہنیت خوانی کا سلسلہ تو جاری ہی تھا اتنے میں ایک اور دوست آئے سارا حال سنا افسوس کیا۔ حقیقت پوچھی مرزا صاحب نے فرمایا! جن داموں آئی تھی انھیں داموں گئی صرف یہ جوتی اور جریب گھاٹے میں ہے۔ بعض راوی ناقل ہیں کہ وہ گھوڑی علی نقی خاں شہزادہ کی تھی کسی شاعر نے اس بادپا کے مرثیہ میں ایک شعر خوب کہا تھا ؎

تازی ہے بات چور شیادا غ ہو گئے
ڈپ کم سوار کی گھوڑی کو لے گئے

بہرحال جب اہل وطن کا مال چوری گیا ہے ہم اہل وطن صبر کی تلقین کرتے ہیں یارو صبر کرو دیکھو ابھی حال ہی میں انگلستان کی وزارت عظمیٰ کی ناکتخدا بچھیری پر مسٹر بالڈون سواری لیتے تھے یکایک مسٹر میکڈانلڈ لے بھاگے جن داموں آئی تھی انھیں داموں گئی صرف اہل ہند کی گرد ملامت گھاٹے میں رہ گئی ۵

اب وزن و شمشیر وفادار کہ دید تمھاری گھوڑی کی عہدہ وزارت سے زیادہ قیمت کی نہیں ہے۔ صبر شکر کرو کہ گرد ملامت سے آنکھیں محفوظ رہیں مسٹر سے لیٹ کے سو رہو جیسے کوئی گھوڑا بیچ کے سوتا ہے جن حضرت کا ساز گیا انھیں بھی صبر کرنا چاہیے کیا سنتے کہ ایک صاحب اپنے سائیس کو گھوڑے کی حفاظت کی تاکید کر کے سو رہے نوکر تھا جبھی جب میاں کی آنکھ کھلی انھوں نے پوچھا اماں بدھو کیا کرتے ہو۔ کہا کچھ نہیں اس فکر میں ہوں کہ آسمان بغیر ستون کے کس طرح قائم ہے میاں چپ ہو رہے پھر آنکھ کھلی پھر پوچھا کس فکر میں ہو۔ جواب دیا یہ سوچتا ہوں کہ بیگن پر رنگ کون کرتا ہے۔ غرض کبھی جواب دیا میخ گاڑی جاتی ہے تو اس کی مٹی کہاں غائب ہو جاتی ہے کبھی کہا کہ درخت کے پیٹ میں چنگنیاں کون بناتا ہے۔ صبح ہوتے آقا نے پوچھا اب کیا فکر ہے فرمائیے میاں؟ گھوڑا تو چر لے گئے اب اس فکر میں ہوں کہ زین پوش چارجامہ آپ کی پشت پر باندھا جائے گا کہ میری پشت پر۔

راقم
وہی فرخ آبادی

بتاتی تیرے پاؤں میں

یعنی

ہمارے دوست اخبار عام کی انشاپردازی

اخبار عام کے پہلے صفحہ میں "اخبار کی بہار" کے عنوان سے کچھ ضروری اور مختصر خبریں ہوتی ہیں اور خبروں کا نتیجہ کچھ دم کے تیکھے تیکھے جملوں میں ہوتا ہے ان جملوں کی مستزاد کا ترکیب کا لطف کچھ وہی دل خوب جانتا ہے جس سے یہ مصرعہ کہا ہے کوئی بیچ گلی لڑکی نے بوجھا اور بتاتی میرے پاؤں میں آج جی نے کہا کہ لگے ہاتھوں تم بھی کچھ اسی طرز پر طبیعت آزمائی کرو لہٰذا ابتدائی کوشش کا نتیجہ نذر ناظرین ہے:۔

شاہ روس کی صاحبزادی ناچنے میں کامل مہارت رکھتی ہیں۔ زرلہ رزق!

ہمارے وائسرائے صاحب نے بھی چند روز ادھر لگے ہاتھوں رقص و سرود کی محفل برپا کر دی پانچسو سے زیادہ رئیس شریک صحبت تھے۔ ہمت مردانہ!

مسٹر ڈے کا قاتل پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ عزیزوں کو آخری دیدار بعد مرگ نصیب ہوا۔ خوش نصیبی! کہا جاتا ہے کہ مجرم پھانسی پر مسکراتا ہوا چڑھ گیا۔ کھلی باری!

مسٹر ریمزے میکڈانلڈ قیصر سے بعید جب سہار ہوتے ہیں۔ جنہ رسی!

مسٹر ڈے کا قاتل نہ صرف ماں کو نہیں بلکہ ساری دنیا کی ماؤں سے وصیت کر گیا ہے کہ میرے ہی سا لڑکا جنو۔ زچا خانہ!

دوسرا اکالی جتھا بھی جان دینے روانہ ہو گیا۔ بھونے چنے!

مسٹر نیڈونے پر سٹویسے میں کہا کہ رعایت کے طلبگار کوئی اور ہونگے میں تو یہاں انصاف کی گانٹھ ہن کے آئی ہوں۔ پاپوش کی نوک!

سر پرسی کاکس۔ موصل کے متعلق گفتگو کرنے عراق جانے والے ہیں۔ بڑھیا کا صدقہ باسی ساگ!

لارڈ مسٹن کہتے ہیں کہ ہندوستان کو خود مختارانہ حکومت آہستہ آہستہ ملنی چاہیے۔ نمک حلالی!

سلطان حجاز نے کہا تھا کہ تخت خلافت تا حال خالی ہے اسلیے کہ ترکوں کا خلیفہ ذی اختیار نہیں ہے۔ فصاحت!

آخر یہی ہوا کہ ترکوں نے خلیفہ ذی شعلی کو ترک خلافت کرنے پر مجبور کر دیا۔ بد شگونی!

سرحدی قبائل پر بم کے گولے برسائے جاتے ہیں۔ نوش جاں!

ماسٹر ڈالیور کا خون ہو گیا تھا۔ خوش گلوئی!

گر انھوں نے اسکی کچھ پروا نہ کی اور اعلان قانونی ہند شائع کر دیا۔ مستقل!

بنگال میں ایک ہفتہ کے اندر ۸ ڈکیتیاں ہوئیں۔ پولیس!

ہوڑے میں چند ولال جو جا رہا تھا اُسکی جیب سے آٹھ سو روپیہ کے نوٹ غائب ہو گئے ابھی تک مجرم گرفتار نہیں ہوا۔ جیب کترا!

ایک منجم نے حکم لگایا ہے کہ آفتاب کبھی کبھی پھٹ جائیگا۔ آتشبازی!

برار کی واپسی کا مطالبہ زور شور سے جاری ہے۔ اس میں ہندوؤں کا سراسر نقصان ہے۔ پیٹ میں درد!

ایک سٹھیا پچاسی نوے سالہ نے دوازدہ سالہ کنواری سے شادی کی۔ ہریالا بنا!

سی پی کونسل میں سوراجیوں نے بم پٹ کہا ہے کہ تنخواہ گھٹا دی جائے گی۔ زود حسی!

امریکہ کے پریسیڈنٹ مسٹر کیج گھاس کھاتے ہیں۔ خوش خوری!

مصر کی حکومت فرعون کی توپوں کو دبا بیٹھی۔ کفن کسوٹی!

ایک ڈاکٹر کی رائے ہے کہ مچھر کی آواز کم سنتی ہے۔ اگر ہو ڈاکٹر صاحب موصوف کہتے ہیں کہ اس معصوم جانور نے ... مجھکو فن تئی بجانے میں درد ہی ... بجا دو!

بیچارے مسٹر المو۔ جے ٹی گورو سکرٹری کسی شکاری کی گولی کا شکار ہوئے۔ قادر اندازی!

مہاتما گاندھی نے اکالیوں کو روکنا چاہا تھا مگر وہ جیتو کو روانہ ہو گئے۔ سکھو ہلا!

بے بی شو بیٹے نمائش جل پونستان ہند اکبر ... ہے۔ پٹھاؤں جھاؤں!

خواہ ہے ... میں ایک اہل گرفتہ نے خود ہی فوج سے درخواست کی کہ مجھکو بھی گولی کا نشانہ بنا دو۔ کسی سپاہی نے گولی مار دی۔ رحمدلی!

وزیر ہند نے کہا کہ اگر ہیڑکوئی افسر ایسی حرکت کرتا جیسی کہ مسٹر جنرل ڈائر نے کی ہے تو فوراً معزول کر دیا جاتا۔ قدرشناسی!

جناب کرزن اب ترکوں کے پوچھنے اور بچے عاشق ہیں تماشا کا زور!۔ (باقی پھر کبھی) راقم قصہ ...

پنچ دل خدا۔ سیدا دل پنچ

پیار کی آنکھ

یعنی

عشق ازیں بسیار کردست وکند

تتمہ ۲۹ فروری ۱۹۲۴ء

متن :۔ میں نے اُنکو نرا جو ہی سمجھتا تھا مگر جب انکو یورپ کے امرا اور شاہی خاندان کے ساتھ دعوت میں مثل نجابت ورکیک ہیں وہ صاف کرتے دیکھا تو سمجھا کہ ان! ایں ہم بچہ شتر است "

حاشیہ۔ واقعی دلی ذوق کی شناسد عشق ہے عشق!!!

عشق کا شہرہ ہوا اور حسن نے کی ہی نمود
خلق میں مولا ہوئے ہے حرم اب تقصیر ہم

متن :۔ پیار کیسے پوشن ہو گیا کہ خواہ آدمیوں کی کتنی بڑی منڈی ہو مگر اس بھلے آدمی کی شخصیت گودڑمیں لعل کی طرح چمکے گی "

حاشیہ۔ عشق ہے! عشق!!!

مشتاق رسد کو حسیناں جہاں میں گئے
تجھسا معشوق طرحدار نہ دیکھا نہ سنا

متن :۔ کسی عمر کتر یہ میں جب کبھی مجھسے کسی انگریز سے ملاقات ہوئی تو اُسکی توصیف یوں سُنی کہ مجھی ایسی شخص نے تالی خوبی استدلالی قوت سے پالا نہیں جیسا ملکہ کو سکے دلکش انداز نے سب کو موہ لیا "

حاشیہ :۔ غنیمت ہے کہ یورپ میں معشوق کی آرزو رنگ رقابت نہیں پیدا کرتی ورنہ چاقو چل جاتے عشق ہے اعشق!!

منہ میں زباں تیری ہے بے زبانہ شکر کا
ہم وصف زلف یار اگر مو بمو کریں

متن :۔ بار بار یورپ کی آواجاہی۔ مشہور عالم صلح کانفرنس کی شرکت۔ حکما و ظرفا و عقلائے کی صحبت۔ ماہرین فنون جنگ سے میل ملاقات قابل مشاہدوں سے روشناسی نے انہیں جیسا

تہذیب کے ترقی دینے کی ایسی قابلیت پیدا کر دی ہے کہ امرائے مشرق کو خواب میں بھی نصیب نہوگی "

حاشیہ :۔ اب یہاں سے مطلب کی عاشقی شروع ہوتی ہے۔ "عیش تجربہ کاروں کا ادنی نتیجہ ہے کہ عراق کی دینی درسگاہیں بند ہو گئیں مولوی شہر بدر ہوئے۔ شراب کی روکا تھیں کلیں۔ عصمت بازی کا بازار گرم ہے زنا کاری علانیہ ہوتی ہے۔ واہ ری تہذیب جدید۔ ہر کیف عشق ہے! عشق!!!

یک سوے کشتہ عشقو یک سوے دگر عشق
اے ... بکس دائم بکشت گشتی

متن :۔ میں نے اُنکو مشہور میدان جنگ میں فوجی افسران اعلےٰ سے مصروف گفتگو پایا ہے "

حاشیہ :۔ اے عشق ہے اعشق!!!

شوخی کہ بہ ... اندر صاحبیت ... درد وقت
ترکے کہ بہ بزم اندر ... سروے ہست کم اگشق

متن :۔ میں نے اُنکو نقشہ اے جنگ کا مطالعہ کرتے دیکھا ہے "

حاشیہ :۔ عشق ہے! عشق!!!

لو نام خدا شعر بھی کرنے لگے موزوں
اب اور بھی پہلو نہ بچے گا مرے دل کا

متن :۔ میں نے اُنکو بارکوں میں جدید آلات حرب پر نوٹ لیتے دیکھا ہے "

حاشیہ :۔ عشق ہے! عشق!!!

تیغ صیقل زدہ در دست و سپر از پس پشت
زرہ کیں باختہ ور ساز جدل ساختہ
ساق بالا زدہ و ساعد کیں ہر چپیدہ
رخ برافروختہ و تیغ برافراختہ

متن :۔ حسن و فکر و سہولت قبول و دیانت کے دیکھتے یہ کہا جا سکتا ہے کہ عراق کو ان سے بہتر حکمران میسر نہیں آ سکتا تھا "

حاشیہ :۔ یہی وہ کسی قابل ہے کہ سب آپ اپنی تعریف فرماتے ہیں وہ دنیا کا معمول بڑھا گئے ہیں کوئی ہم سے پوچھے تو ہم آپ کے حسن انتخاب کی داد دیں گے۔ سچا شاہ وہ ول کہ جسکی ازل سے نوبتی پسلی پھڑک اٹھی نظر انتخاب کی



اڑا اڑا دھڑیم

سکھ بہ زیارت قبول باری صاحب - لیڈی حکومت کی رہنمائی میں محویت سے زیادہ ہوشیاری کی ضرورت ہے ؎

اے حضرت آپ اگر نری عاشقی کا راگ ان الفاظ میں الاپیں تو بالکل صحیح بلا شک سے درست ہے کیا معنے کہ انتخاب اور آپ کا انتخاب ہم تو کہتے ہیں کہ اگر آپ نہ ہوتے تو پھر زمانے میں کوئی دوسرا عاشق نہ ملتا ۔

عشق من در رخسار تو ہر دو جہاں سوز
حسن تو در گفتار من ہر دو جہانگیر
قدم چو کماں قد تو چوں تیر ازاں بود
در تیر تو مرغ دل عالم شدہ نخچیر

متن ۔ اگر شاد نہیں نے اپنی توجہ کا رخ ہندواں کی طرف پھیر دیا تو امن و امان اور رفاہ الناس کی امید بھر پور ہے ۔"

حاشیہ "واللہ دیکھیے یہی تو بڑی بات ہے ہمیں سے ہمارا اعتقاد آپ کے عشق کی سچائی پر قدم نہیں جماتا ۔ غیر کو تیر بتاتے ہیں اور اپنا سینہ بچاتے ہیں ۔ مگر پھر بھی عشق ہے ! عشق !!

حسن اور اپنے حسن کی رنگینی پر ہوس کی شرم
اپنے پہ اعتقاد ہے غیر کو آزمائے کیوں

بہر حال "مرا پیام بزد گیراں رانوانی" کہہ کے چوٹ تو بچا لیجیے ۔ آپ ہی نے یہ انداز یہ چلن سکھائے ہیں ۔"

(باقی آئندہ) المشتہی
ناصح مشفق

روح ابوالحسن (الف لیلہ)
بنام
حضرت خلیفۃ المسلمین

مخدومنا السلام علیکم ۔

دنیا ان کی بڑی اول ہی بازیچہ ہر ایک سے مشغول کرتی ہے نہ بڑا کو چھوٹی ہے نہ چھوٹا چنانچہ میرا حال تو آپ نے الف لیلہ میں دیکھا ہی ہوگا کہ مجھ پر کیا گزری ۔ شاید نہ دیکھا ہو تو اختصار کے ساتھ میں خود اپنی کہانی بیان کرتا ہوں ۔ سنیے حضرت ! مخدوم گاہ جب والد مرحوم کی دولت مفت ہاتھ لگی تو لگا اڑانے ملنے اُڑانے چار دن میں جو کچھ تھا تھا شہر کے اوباش ہری جگ بنیا چل ۔ دستر خوان کی مکھی ۔ گرون گیرے ۔ جیشتی کر گئے ۔ اب جس جانی دوست کو دیکھتا ہوں نانی دولت نظر آتا ہے ۔ رکابی میں بجات ہمارا تمہارا ساتھ ۔ یک گیا بجات پیچھا چھوٹ گیا ساتھ ۔ جو ترچھوں سے بات کر جب سمجھ دیکھنے کی آواز بھگت بھی گویا دشوار ہے ۔ ادھر جا بھیا لینے تو سہی ؟ نہیں جناب معاف کیجیے گا ۔ ہو وقت بالکل مہلت نہیں نانی اماں کی اپھر ہرگئی ہوئی ہے حکیم صاحب کو لینے جاتا ہوں ۔ اے حضرت آپ کے والد مرحوم کا تمام قرض میں نے ادا کر دیا تھا ۔ آپ کو یاد ہوگا ۔ بالفعل ایک پچاس روپیہ کی سب مجھے ضرورت ہے عنایت فرمائیے تو بہت نوازش ہوگی ۔ "واللہ آپ بھی کہاں کی زلیخائے بیٹھے ۔ کچھ خبر ہے یہاں خود ڈبل پیسا پاس نہیں آپ کو کہاں سے دوں ۔ دوسرے یہ کہ آپ احسان کس پر جتاتے ہیں میں نے جو اتنے دنوں آپ کی مصاحبت کی تو وہ کچھ نہ ٹھہری دس ہزار روپیہ جو آپ نے دیا تو احسان جتاتے جتاتے پیچھے مرتے ہیں ۔ بس آج سے ملاقات ترک میں ایسے کم ظرفوں سے نہیں ملتا ۔ خبردار جو کبھی آپ نے راستے کی مجھے ٹوکا ۔"

دو تو خدا بھلا کرے والدہ مرحومہ کا انھوں نے تھوڑی رقم بچا رکھی تھی ۔ مکان اور گاؤں انکے مہر میں لکھا ہوا تھا سوائے میرے کوئی اولاد نہ تھی جب میری دولت ختم ہوگئی تو انھوں نے فرمایا بیٹا چلن سے چلو تو عمر بھر کو اب بھی بہت ہے ۔ دیکھو آئندہ دوست کے انتخاب میں جلدی نہ کرنا ان موئے خدائی خواروں سے جنھوں نے وقت پر بھاگیں پیچھے ترت ڈبے رکھیں ایسے نہ ملنا ۔ میں نے بھی ان حرام خوروں کو خوب جانچ لیا تھا ۔ عہد کیا کہ اب مسافروں سے دل لگاؤں گا ایک شب مہمان رکھوں گا لطف صحبت حرمت و حکایت سے جی بہلاؤں گا ۔ صبح کو خدا حافظ کہوں گا ۔ چنانچہ مدتوں بندے کا یہی دستور رہا کہ اسی بغداد کے پل پر جو آجکل حضرت امیر غیس کے جلتوں باغ ہیں روز سر شام جاتا اور ایک مسافر کو گھر لے آتا گیارہ تنہا خوری کی عادت نہ تھی ۔ ایک روز اتفاق تھا حضرت امیر المومنین ہارون رشید اپنے غلام مسرور کو ساتھ لیے ایک موصلی سوداگر کے بھیس میں پل پر کھڑے تھے میں سمجھا کہ کوئی مسافر جہاز سے اترا ہے آگے بڑھا مصافحہ کیا اور حسب معمول ماحضر کی دعوت دی ۔ حضرت نے بکشادہ پیشانی دعوت قبول کی تشریف لائے چا جگنی کے ساتھ کچھ آسش و جام شربت میں شریک ہوئے ۔ سوتے وقت مجھ سے فرمایا کہ کچھ بھی شادی کی طرف بھی خیال ہے میں نے کہا کہ جناب شادی کا ارادہ تو ہے مگر جیسی بی بی میں چاہتا ہوں ملنی مشکل ہے ۔ نکھ سکھ سے درست ہو جوان ہو پڑھی لکھی ہو شوخ طبیعت ہو ۔ چاہنے والی ہو ۔ خوش سلیقہ ہو موسیقی سے ماہر ہو ۔ بچے بھی پالے اور شوہر کو بھی راضی رکھے ۔ پھر مہمان عزیز نے سوال کیا کہ تمھیں کوئی شکایت اپنے محلے والوں سے تو نہیں ہے ؟ میں نے کہا ایک خبیث مؤذن محلہ کی مسجد میں رہتا ہے وہ زمانہ بھر کے بدمعاشوں کا ساتھی ہے محلہ والوں کا اُس نے ناک میں دم کر رکھا ہے مجھے مقدس بنا ہوا اور بندہ خدا کے اوپر بیجا دراز کرنا اسکا معمول ہے ۔ اگر خدا مجھے ایک روز کے لیے تخت خلافت نصیب کرے تو مردود کو جہنم واصل کروں ۔ مہمان صاحب مسکرائے اور فرمایا بھی خدا تمھاری مراد بر لائے اچھا ایک جام میرے ہاتھ سے یاد میں اپنی اُس بی بی کے پیو جسکا ذکر ابھی تم نے کیا تھا ۔ میں نے جام ہاتھ سے لیا اور مہمان سے تاکید کہا کہ تم اپنی منزل کھوٹی نہ کرنا سویرے چلے جانا مگر باہر سے دروازہ ضرور بند کر دینا میری والدہ کہتی ہیں کہ شب کو دروازہ کھلا رکھنے سے شیطان گھر میں گھس آتے ہیں اور صاحب خانہ کو ضرر پہنچاتے ہیں ۔ مہمان نے وعدہ کیا میں جام چڑھا گیا پھر مجھے نہیں معلوم کہ کیا ہوا جب آنکھ کھلی تو میں ایک عالیشان قصر میں تھا میرے گرد و پیش صدہا کنیزیں تھیں ایک نرم نرم ہاتھوں سے تلوے سہلاتی تھی دوسری ہاتھ میں آفتابہ لیے کھڑی تھی چند دستے شرفوں میں پھر رہی تھیں

اور خود بجا رہی تھیں۔ اتنے میں ایک کنیز نے چہرہ کھول کر کہا امیر المومنین نماز صبح کا وقت ہے۔ میں نے کہا غضب کیا بکتی ہے۔ میں کون ہوں میں کون ہے میں غریب ابوالحسن سوداگر بچہ ہوں۔ مجھ سے تم کیوں ٹھٹھا کرتی ہو۔ بھلا کہاں میں کہاں امیر المومنین۔ مگر کسی نے بھی میری نہ سنی تو میں بدحواسی کی دعائیں پڑھتا رہا اور دل میں کہتا تھا کہ وہ سارے کرشمے موصلی سوداگر کی غفلت کے ہیں۔ دیکھو دروازہ کھلا چھوڑ گیا۔ اب شیطان مجھے ستا رہا ہے۔ آخر سو رہے اور جاگنے کی آزمائش میں نے اسطرح کی کہ ایک کنیز سے کہا میرے کان کو اپنے ہونٹوں سے دبا۔ اس چڑیل نے اس زور سے کان میں چٹکی دی کہ میں چیخنے لگا۔ ادھر میں چیخا ادھر گانے والیوں نے چلا چلا کے

"سوہیلا ہوا کیسے آج سوہیلا ہوا کیسے؟"

الاپنا شروع کر دیا۔ میری آواز گانے والیوں کی آواز میں غائب ہو گئی۔ اس مرتبہ واقعی گرمالی نے مجھے یقین دلا دیا کہ میں سوتا نہیں ہوں جاگتا ہوں۔ پھر وہاں میں خلیفہ بن گیا اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد فوراً حکم دیا کہ غریب ابوالحسن (یعنی خود) کے یہاں بارہ توڑے اشرفیوں کے بھجوا دو اور محلے کے موذن کو مع انکے احباب بیت باندھ لاؤ۔ میرے حکم کی تعمیل تمام تعمیل ہوئی۔ اپنا حکم دینے کے بعد زنانی محلسرا میں آیا۔ یہاں دسترخوان چنا ہوا تھا۔ خوب مرغن پر ہاتھ مارے۔ قبول صورت کنیزوں نے شراب پلائی۔ رقص و سرود کی صحبت جمائی۔ ان عورتوں کے ساتھ کھیل کود میں دن تمام ہوا۔ دن کیا ختم ہوا عمر خلافت پوری ہوئی۔ خدا جانے جام پیتے ہی کیا ہوا کہ آنکھ بند ہو گئی۔ پھر جو آنکھ کھلی تو وہی ابوالحسن کا مکان تھا اور بڑھیا ماں پکار رہی تھی بیٹا کب تک سوؤ گے اب جاگو معلوم نہیں تمام دن کہاں رہے۔ شام کو آئے بھی تو نہا کر سو رہے۔ میں نے بڑھیا کو ایک لات رسید کی کہ ادب سے بات کر۔ ابوالحسن تیرا بیٹا کوئی اور ہوگا۔ میں تو خلیفہ بغداد یا امیر المومنین ہوں۔ اس نے کہا بیٹا خدا کے لئے چپ رہ اگر کوتوال سن پائے گا تو محلے کے موذن کی طرح تیری بھی گت بنے گی۔ کل اسکو کوتوال کے پیادے پکڑ لے گئے۔ دن بھر شہر میں منہ کالا کرایا۔ شام کو درّے لگا کر شہر سے نکال دیا۔ خلیفہ ایسا مہربان ہے کہ اس نے نماز کو سزا دی اور ہمارے گھر میں بارہ توڑے اشرفیوں کے بن مانگے بھیجے۔ بے بھلا

کہاں تو کہاں وہ۔ اتنا سنتے ہی مجھ کو بھی غصہ آیا کہ یہ عورت بارہ توڑے پانے کے بعد بھی میری خلافت میں شک کرتی ہے۔ غصہ غصہ لوگوں نے پکڑ کر دھکے دے کے پاگل خانہ پہنچا دیا۔ وہاں مہینوں آہنی جیل کے پولیس ہندوستانی قیدیوں کی طرح ٹکٹ ہی ہوتی رہی۔ ہڈیاں سرمہ ہو گئیں۔ ایک رات خلیفہ بن کے مہینوں جیل خانہ کی ایذا اٹھائی ہر کا۔ اس وقت سے توبہ کی کہ اب کبھی امیر المومنین ہونے کا خواب نہ دیکھوں گا۔ اماں آئیں اور مجھے چھڑا لے گئیں دو اور دن کے بعد جب چلنے پھرنے کی طاقت آئی تو پھر شب باد کو کل یاد آیا اور پرانی عادت سے گشت کی۔ شامت اعمال کہ موصلی سوداگر پھر دکھائی دیا۔ جی میں آیا کہ اٹھا کے دے ماروں لیکن مہمان سمجھ کے چپ ہو رہا۔ حضرت نے خوشامدیں کرنی شروع کیں کہ اب کی مرتبہ اور مہمان کر لو میں نے سب حال کہا پیٹھ کے نشان دکھائے کہ آپ کی دوستی نے یہ مزا چکھایا۔ بیچارے معذرت کرنے لگے۔ آئندہ میں کبھی دروازہ کھلا نہ چھوڑوں گا۔ شیطان کبھی نہ ستائے۔ قسم اقسام کے بعد میں نے کہا خیر خاطر سے چلیے حضرت نے کھانے پینے سے فراغت کرنے کے بعد فرمایا بھئی ایک آرزو تمہاری بر آئی یعنی موذی شیطان کے شر سے تم کو نجات ملی۔ اب خدا کرے جورو کے متعلق جو تمہارے خیالات ہیں وہ بھی پورے ہوں۔ لے اب جورو کی یاد میں یہ جام میرے ہاتھ سے نوش کرو....

واہ واہ پھر وہی خواب پریشاں دیکھ رہا ہوں وہی جڑاؤ چھپرکھٹ وہی محلسرا وہی کنیزیں وہی سامان ارے اس موصلی سوداگر نے پھر دھوکا دیا۔ میں نے آنکھ بند کر لی۔ نزہت الاوراح کنیز نے کہا امیر المومنین ... کی کا وقت ہے۔ میں نے کہا چڑیل چپ رہ کیا پھر مجھے مار کھلوائے گی۔ اب کی مرتبہ بیداری و خواب کا امتحان ذری سختی سے ہوا یعنی نزہت نے میرے گال میں بڑی زور سے چٹکی دی۔ میں تلملا گیا۔ میں نے کہا کم بخت چڑیل میرا گال کاٹے لیتی ہے۔ ارے میں غریب ابوالحسن مفت شیطان کے ہاتھوں تباہ ہوتا ہوں مگر میری کون سنتا۔ وہاں ڈھول بجنے لگا جب میں نے دیکھا کہ

کسی طرح میرا ابوالحسن ہونا باور نہیں کیا جاتا تو خود دیا جامہ آسمان کے پھینکی، چرخ روں پر مار کے نشان دکھانے لگا۔ باقی ماندہ کہانی کچھ زیادہ دلچسپی نہیں ہے جناب خلافت مآب ہنستے ہنستے مارے ہنسی کے پیٹ پکڑے ہوئے نکلے۔ مجھے انعام و اکرام ملا جس کنیز نے گال کاٹا تھا اُسی کے ساتھ شادی ہوئی۔

میں دیکھتا ہوں کہ آپ کی خلافت کا انجام میری کردہ خلافت سے کچھ ہی زیادہ بڑھا ہوا ہے۔ ایک دل لگی میرے ساتھ کی گئی تھی ایک آپ کے ساتھ کی گئی۔ لوگوں کی خلیفہ سازی کا کچھ اعتبار نہیں۔ اسکی بات بیتی رہتی ہے۔ خدا کہتا ہے جعلکم خلائف یعنی اس نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا۔ بغیر خدا بنائے تم بھی روئے زمین پر چلنے والے ان امیدوں میں تھے پھیلائے بیٹھے ہیں کہ ہم خلافت آسمان سے ٹپک کے حلق اندر آئے۔ آل عثمان جب تک خداوندی خلیفہ سازی کے تکیہ پہ بیٹھی رہی اس وقت تک خلافت بھی بجائے خود قائم رہی۔ لیکن انسانوں نے جب یہ تکلیف اپنے ذمے لی تو ید اللہ علی الجماعۃ جسمیں جمہور راضی اسی میں خدا بھی رضامند۔ ترکوں کا کام جمہوریت ہی سے چل جائیگا رہ گئے دیگر امیدوار مثلاً عرب کے شریف صاحب عراق کے شریف صاحب ایران کے نقی جاری صاحب اور کابل کے فوجداری صاحب۔ انہیں سے شریف و شریف البتہ بڑا زمرۂ حق جتانے کی قابلیت رکھتے ہیں بغیر ملکیہ غیر ... ورنہ انکے محض خلافت پر علانیہ مہر کرنے کا تقصد فرمائیں لیکن نقی جاری صاحب کی غل القلبیت کی کشتی ڈگمگا رہی ہے اور فوجداری صاحب میں خلافت کی صلاحیت تم سے زیادہ نہیں جتنی کہ امیر حبیب ... شریف و شریف صاحب اگر خلیفہ ہوئے تو غریب ابوالحسن کاتب عرف ... کی طرح ایک شبانہ روز کے گنہگار ہونگے زیادہ دنوں کی امید نہیں۔ کیا معنی کہ خبر آج فلاں کی ہوئی ہے۔ اسے مولانا چنی سنہ ۱۹ میں دوبارہ دکتور بسنگلہ میں دنیا پر ظاہر ہو چکے تھے۔

جمہوریت کا خیال تمام دنیا میں وبا کی طرح پھیل رہا ہے۔ صبر کیجیے صبر کا صلہ شادی ہے کیا عجب کہ آپ کو بھی کوئی نزہت الاوراح مل جائے۔

راقم

ابوالحسن البغدادی از عدم آباد

بعض ضروری امور کا اظہار

(۱) جو حضرات ایک آدھ پرچہ نمونہ کے طور پر منگاتے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ نمانت بھی اور راگ بھی جو اوصاف ایڈیٹر کی قابلیت ایڈیٹر کی استعداد سے انہیں کافی واقفیت ہو گئی انکی رائے اکثر صحیح نہیں ہوتی۔

ہمارا قاعدہ ہے کہ فالتو پرچے جو دفتر میں بچ رہتے ہیں اُن کو نمونہ میں صرف کر ڈالتے ہیں۔ طالب صفت کو اس ایک پرچہ میں اپنے مفید مطلب باتیں ملیں یا نہ ملیں اسکی پروا نہیں۔ لہذا کم از کم ایک سہ ماہی کے واسطے خریدار ہو جانا نمونہ طلب کرنے سے بدرجہا بہتر ہے۔ اگر اس قلیل مدت میں ناظر کو ظرافت کے ساتھ اخلاقی علمی و ادبی فوائد محسوس ہوں اور چند مضمون بھی اُسکے مذاق کے موافق مل جائیں تو دوام وصول۔ ورنہ پنچ بھی ہزار نعمت کھائی ہے تا بہ خیر شما بہ سلامت۔

(۲) نمونہ پسند آنے پر وی پی کی فرمائش خواہ مخواہ ڈاکخانہ کو سخاوت دکھانے کے مساوی ہے لہ حضرت منی آرڈر بھیجیے کہ ہم انتظار وصول زرِ قیمت سے اور آپ انتظار ورود مولانا پنچ کی زحمت سے بچیں اور دو آنہ کی جگہ چار آنہ بھی صرف نہ ہوں۔

۳۔ بعض قدر دان دفتر سے ختم مدت ختم خریداری کی اطلاع پر توجہ نہیں فرماتے جب پرچہ بند ہو جاتا ہے تو ناراض ہوتے ہیں کہ کیوں ہمارا اعتبار نہ کیا اب تنبیہ پرچہ اس سبب سے بھیں میں ناغہ ہو گئے سب لکھا بہتر تا کہ فائل ناقص نہ رہے۔ انکی تعمیل اور علاوہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ فالتو پرچے دفتر میں ہوں گے

(۴) جو پرچے ڈاکیوں کی نوازش سے گم ہو جائیں وہ صرف ۲ ہفتہ کے اندر دوبارہ بھیجے جا سکتے ہیں بعض لوگ شام کی فرصت نہیں اطلاعی پوسٹ کارڈ بھیجے اور پرچہ منگا لیجئے۔

(۵) اگر یہ پرچہ (پنچ) ایک بے بہا آپ کی رائے میں ہو گیا تو خود خرید لو ہو جانے سے پراحق قدر دانی ادا نہیں ہوتا بلکہ احباب میں اسکی اشاعت کی امکانی کوشش بھی فرمائیے۔ خیر الناس من ینفع الناس۔

والسلام۔

منیجر

حسب الحکم ... نمبر ...

اعلان باحلف

دعا مفید المحبت مع موہنی منتر

حاضرین اگر آپ کسی معشوق کے مبتلا ہیں وہ آپ کو نہ ملتا ہو خواہ وہ مرد ہو خواہ عورت یا کسی حاکم افسر کو مہربان کرنا چاہتے ہو یا حسب منشاء شادی کرانا چاہتے ہو خواہ اہل اسلام دعا محبت اور اہل ہنود موہنی منتر منگا کر آزما دیکھ موہنی منتر سے مطلب تین یوم میں اور دعا محبت سے ۱۰ یوم میں خواہ معشوق مل جاتا ہے دعا محبت صبح کے وقت صرف ایک مرتبہ پڑھی جاتی ہے جو پانچ منٹ میں ختم ہوتی ہے موہنی منتر تین یوم پڑھا جاتا ہے ہدیہ کچھ نہیں وہ یہ دو سارے صرف اور غرباء سے ۸ علاوہ محصول لیا جاتا ہے۔ اگر آپ اس حلفیہ اعلان پر بھی اعتبار نہ کریں آپ کی قسمت۔ چند کتب ذخیرہ عشق کامل صار فسانہ دلفریب ۸ مفتاح الغیب ۸ ماہ پیکر ۸ رفعت النساء با تصویر ۸ ملنے کا پتہ

بہار حسین بکڈپو ڈاکخانہ نانوتہ ضلع سہارنپور

شرائط ایجنسی

(۱) دو روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہو گا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جائے گی۔

(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائیگی۔

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہو گا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔ علاوہ خاص حالتوں کے بچا ہوا پرچہ واپس نہ لیے جائیں گے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اودھ پنچ لکھنؤ

(۱) مجلدات اودھ پنچ ۱۹۱۵ء کی چند ہی جلدیں بچ رہی ہیں شائقین جلد طلب فرمائیں قیمت فی جلد ۸ مع محصول ڈاک

(۲) جلد ۱۹۱۴ء کے دو نمبر ان نمبروں میں ... بہترین نمونہ موجود ہیں ظرافت مضامین کے شائقین کو فوراً طلب کرنا چاہیئے فی جلد ... علاوہ محصول ڈاک

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

نرخنامہ اشتہارات اودھ پنچ لکھنؤ (پیشگی)

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۰	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

مندرجہ بالا نرخنامہ ... ہے اب کوئی رعایت کی گنجائش نہیں ہے۔ روپیہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔ اتفاقی اشتہارات کے لیے ہر فی سطر ... یا نصف کالم تک سہ ماہی اشتہار کے لیے ... فی اشاعت

منیجر



مطبع ... پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ سے چھپکر باہتمام محمد ممتاز حسین مالک و اڈیٹر شائع ہوا۔